اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

فہرست مضامین اردو ترجمہ حق الیقین جلد اول

عنوان	صفحہ
دیباچہ مؤلف	۷
پہلا باب۔ خدا تعالیٰ کے وجود اور اسکے صفاتِ کمالیہ	۹
پہلی فصل : صانع عالم کے وجود کا بیان	"
دوسری فصل : خداوند عالم کا ازلی و ابدی ہونا	۱۲
تیسری فصل : خداوند عالم کا قادرِ مختار ہونا۔	"
چوتھی فصل : خداوند عالم ہر معلوم کا عالم ہے	"
پانچویں فصل : خداوند عالم کا سمیع و بصیر ہونا۔	۱۳
چھٹی فصل : خداوندِ عالم کا حیّ یعنی زندہ ہونا	۱۴
ساتویں فصل : خداوند عالم کا مرید یعنی صاحب ارادہ ہونا	"
آٹھویں فصل : خداوندِ عالم کا متکلم ہونا۔	"
نویں فصل : خداوند عالم کا صادق ہونا	۱۵
دسویں فصل : خداوند عالم کی صفاتِ کمالیہ اسکی عین ذات ہیں	"
دوسرا باب۔ صفاتِ سلبیہ	۱۶
پہلی بحث۔ خدا کی یکتائی	"
دوسری بحث۔ خدا مرکب نہیں	۱۸
تیسری بحث۔ خدا کا کوئی مثل نہیں	"
چوتھی بحث۔ خدا کی رویت محال ہے	"
پانچویں بحث۔ خدا محل حوادث نہیں	۱۹
چھٹی بحث۔ اسمائے باری تعالیٰ کے بارے میں	۲۰

صفحہ	عنوان
۲۱	ساتویں بحث ۔ خدا کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا
"	آٹھویں بحث ۔ خدا کا قدیم ہونے میں کوئی شریک نہیں
۲۲	**تیسرا باب** ۔ وہ صفتیں جو خدا کے افعال سے متعلق ہیں ۔
"	پہلی بحث ۔ افعال کی اچھائی اور برائی عقلی ہے
"	دوسری بحث ۔ خدا سے فعل قبیح محال ہے ۔
۲۳	تیسری بحث ۔ خدا کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا
۲۵	**چوتھا باب** ۔ بیان نبوت
"	پہلا مقصد ۔ خدا پر پیغمبروں کی بعثت عقلاً واجب ہے ۔
۲۶	دوسرا مقصد ۔ پیغمبروں کے پیغمبری کی دلیل انکے معجزات ہیں ۔
۲۷	تیسرا مقصد ۔ پیغمبر کو تمام اُمت سے افضل ہونا چاہیئے ۔
۲۸	چوتھا مقصد ۔ انبیا و ائمہ کا تمام فرشتوں سے افضل ہونا ۔
۲۹	پانچواں مقصد ۔ حضرت محمد مصطفٰے کی نبوت کی حقیقت کا بیان اور اُس کی دلیلیں اور معجزات ۔ معجزۂ قرآن اور اسکی فصاحت و بلاغت
۳۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات کا مجملاً تذکرہ
۳۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض دوسرے معجزات اور انکی چند قسمیں ہیں
۴۴	**پانچواں باب** ۔ امامت کا بیان
"	پہلا مقصد ۔ نصب امام کا واجب ہونا
۴۸	دوسرا مقصد ۔ شرائط امامت کا بیان
۵۰	تیسرا مقصد ۔ امام کے صفات و خصائص
۵۶	چوتھا مقصد ۔ امام کے پہچاننے کے طریقے
۵۹	پانچواں مقصد ۔ بعض آیتیں جو امیر المومنینؑ کی امامت و فضیلت پر دلالت کرتی ہیں ۔
۱۰۷	چھٹا مقصد ۔ جناب امیرؑ کی امامت و خلافت پر دونوں فرقوں کی متواتر حدیثیں
۱۰۸	پہلی فصل ۔ حدیث غدیر خم کا بیان

۱۵۸

کہ وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو ان چار چیزوں میں سے ایک کا بھی انکار کرے (۱) معراج (۲) قبر میں سوال ہونا (۳) بہشت و دوزخ کا مخلوق ہونا اور (۴) شفاعت۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص معراج پر ایمان نہ لائے تو اس نے آنحضرت صلعم کی تکذیب کی ہے۔

نویں قسم ۔ آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب کا مختصر بیان۔ جاننا چاہیئے کہ آنحضرتؐ تمام انسانوں پر خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے ہوں اور جنوں پر بنص قرآن مبعوث ہوئے اور آپ کا دین تمام پیغمبروں کے دینوں کا منسوخ کرنے والا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور آنحضرتؐ تمام انس و جن و ملائکہ وغیرہ ساری مخلوقات سے افضل ہیں اور امیرالمومنین اور تمام آئمہ علیہم السلام بھی افضل ہیں اور یہ جو بعض غلو کرنے والے کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ جناب رسالت مآبؐ سے بھی افضل تھے کفر ہے۔ اور آنحضرتؐ تمام صفات کمالیہ بشری کے حامل تھے۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے گروہ کے درمیان نشو و نما پائی جو تمام اخلاقِ حسنہ سے عاری تھے۔ اور اُن کی زندگی کا دار و مدار عصبیت، کینہ، فساد، نزاع اور اپنی تعریف اور افتخار پر تھا۔ اور حج میں حیوانوں کی طرح ننگے ہو جاتے اور کعبہ کے گرد تالیاں اور سیٹیاں بجاتے اور اُچھلتے کودتے تھے۔ یہ تھی ان کی عبادت اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اور اُن کے تمام اطوار کیسے ہوں گے اور اس وقت جبکہ ہزار سال سے زیادہ حضرتؐ کی بعثت کو گذر چکے ہیں اور شریعت مقدسہ نے طوعاً و کرہاً اُن کی اصلاح کی ہے جو شخص صحرائے مکہ میں ان کو دیکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ مختلف خصائل میں چوپایوں سے بدتر ہیں۔ ایسے گروہ کے درمیان آنحضرتؐ تمام اخلاقِ حسنہ و اطوارِ حمیدہ کے ساتھ پیدا ہوئے۔ جیسے علم، حلم، کرم، سخاوت، شجاعت اور مروّت وغیرہ تمام صفاتِ کمالیہ سے آراستہ کہ علمائے خاصہ و عامہ نے اس باب میں کتابیں لکھی ہیں اور اُن سو حصّوں میں سے ایک حصہ کا بھی احصا نہ کر سکے اور عجز کا اعتراف کیا ہے میں نے ان میں سے بہت تھوڑا سا حیات القلوب میں لکھا ہے۔

ایضاً ۔ اس پر امامیہ کا اجماع ہے کہ آنحضرتؐ اور آئمہ اطہارؑ کے باپ دادا آدمؑ تک سب کے سب مسلمان رہے ہیں۔ بلکہ سب انبیاء و اوصیاء تھے۔ کوئی ایک کافر نہ تھا اور آذر جو کافر تھا حضرت ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا۔ بلکہ چچا تھا چونکہ اُس نے حضرت ابراہیمؑ کی پرورش کی تھی اس لیے حضرت اُس کو باپ کہتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد بزرگوار تارخ تھے۔ جو حدیثیں اس کے خلاف دلالت کرتی ہیں وہ تقیہ پر محمول ہیں۔ جنابِ عبداللہ اور حضرت آمنہ دونوں مسلمان تھے اور جناب عبدالمطلبؑ حضرت ابراہیمؑ کے اوصیا میں سے تھے۔ اسی طرح آپ کے آبا و اجداد حضرت اسمٰعیلؑ تک سب اوصیاء تھے اور حضرت ابوطالب علیہ السلام پدر جناب امیر علیہ السلام حضرت عبدالمطلبؑ

کے بعد وصی تھے۔ اور کبھی آپ نے بتوں کی پرستش نہیں کی اور نہ کافر تھے۔ لیکن مصلحت کی بنا پر اپنا ایمان اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتے تھے تاکہ آنحضرتؐ کی رعایت و اعانت بہتر طریقہ سے کرسکیں اور وصیتیں اور تبرکات جنابِ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور تمام انبیاءؑ و اوصیاء کی کتابیں ان کے پاس تھیں اور اپنی وفات کے وقت جنابِ رسولِ خداؐ کو سپرد کیں۔ اور اسی وقت اظہارِ اسلام کیا۔ لہذا احادیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ اصحابِ کہف کے مانند تھے جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تقیہ کی بناء پر کفر کو ظاہر کیا تھا۔ تو خداوندِ عالم نے اُن کے ثواب کو بہت زیادہ کر دیا۔ اس بارے میں احادیث متواترہ اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں اور اسلام ابوطالب اور آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کا ایمان ضروریاتِ دینِ شیعہ سے ہے۔ احادیث متواترہ میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہمارا شیعہ نہیں جو ابوطالبؑ کے اسلام کا قائل نہیں ہے۔ اُن حضرت کے باپ دادا اور آئمہ علیہم السلام کی مائیں سب عفیفہ، نجیبہ اور مکرمہ تھیں اور کسی برائی سے متہم نہ تھیں۔ جس وقت اُن کا نطفہ یا اُن کے باپ داداؤں کا نطفہ ان کے رحموں میں قرار پایا وہ مسلمان رہی ہیں۔ لیکن لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ مسلمان رہی ہوں۔ جیسے شہر بانو۔ مادرِ علی بن الحسین علیہما السلام اور اکثر آئمہ کی مائیں جو کنیزیں تھیں کیونکہ حالتِ کفر میں ان کا نطفہ ان کے رحم میں نہ تھا۔ بخلاف اُن کے اجداد کے۔ جب تک ان کا پاک نطفہ اُن کے صلب میں رہا ہے چاہیئے کہ ہرگز کافر نہ رہے ہوں۔ اور یہ بات عقلی و نقلی دلیلوں سے ظاہر و باہر ہے۔ لیکن اکثر اس بارے میں متعرض نہیں ہوتے ہیں واللہ الموفق۔

دسویں قسم۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا آپ فرشتوں پر مبعوث تھے یا نہیں۔ اس امر میں توقف زیادہ بہتر ہے۔ لیکن بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی اور آپ کے اوصیا کی ولایت کی میثاق خدا نے تمام فرشتوں سے لی تھی اور تمام فرشتے آپ حضرات کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ فرشتوں نے اُن کے انوارِ مقدسہ سے خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس و تنزیہ سیکھی اور کوئی فرشتہ زمین پر کسی ضرورت سے نہیں آتا۔ مگر یہ کہ پہلے امام علیہ السلام کی خدمت میں آتا ہے۔ اس کے بعد اس کام کے لیے جاتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام آنحضرتؐ کی اجازت کے بغیر آپ کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اور جب داخل ہوتے تھے تو غلاموں کی طرح ادب سے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے۔

گیارھویں قسم۔ اس میں اختلاف ہے کہ جنابِ رسولِ خدا بعثت سے پہلے آیا کسی سابقہ شریعت پر عمل کرتے تھے یا نہیں۔ بعضوں کا اعتقاد یہ ہے کہ کسی شریعت سے الگ نہیں تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ تھے اور بعض نے توقف کیا ہے۔ فرقہ دوم میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت نوحؑ کی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ بعض شریعت ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ بعض جنابِ موسیٰؑ کی شریعت اور

بعض حضرت عیسیٰؑ کی شریعت پر عمل پیرا ہونا کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تمام شریعتوں پر عمل کرتے تھے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ہے کہ بعثت کے بعد آنحضرتؐ اپنی شرع کے علاوہ کسی دوسرے کی شریعت پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ تھی لہٰذا آپ سے جس امر کے بارے میں لوگ سوال کرتے تھے۔ جب تک وحی نازل نہیں ہوتی تھی آپ جواب نہ دیتے تھے اور کسی امر میں سابقہ کتابوں سے متمسک نہیں ہوتے تھے اور زناکار کے بارے میں سنگساری کا حکم جو توریت سے حضرتؐ نے بتایا تھا یہودیوں پر حجت کے لیے تھا اور ان کے قول (انکار) کو جھٹلانے کی غرض سے تھا اور اُن کی کتابوں پر اپنے علم کا اظہار تھا اور جن آیتوں سے انبیاء کی متابعت کا اظہار ہوتا ہے وہ اصولِ دین میں ہے جو تمام دینوں میں متفق علیہ ہے۔ اور تبلیغ رسالت میں ان کی موافقت اور امور شاقہ میں تحمل و صبر کے بارے میں ہے۔ لیکن بعثت سے پہلے بہت سی دلیلیں ہیں کہ آنحضرتؐ عبادات میں اور مکارم اخلاق میں تتبع اور محرمات سے پرہیز اور برابر کے آداب میں ہر شخص سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ کیسے ممکن ہے کہ تمام خلق سنِ بلوغ میں شرائع میں مکلف ہوتے ہیں۔ اور خدا کی عبادت کرتے ہیں اور جو اشرف مخلوقات ہو چالیس سال تک کسی عبادت کا مطلق مکلف نہ ہو اور اپنے دین کا راستہ نہ جانتا ہو۔ باوجودیکہ اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ طرح طرح سے عبادت کرتے تھے اور ہجرت سے پہلے پوشیدہ طور سے بیس حج بجالائے تھے اور آدابِ حسنہ مثل تسبیح و تحمید و تسلیم کے اور ترک محرمات و مکروہات اور روزہ اور انواع عبادات آنحضرتؐ سے صادر ہوتے تھے اور نہیں ممکن ہے کہ یہ سب دوسروں کی شریعت کی متابعت میں بجالائے ہوں۔ کئی وجہوں سے ایسا ممکن نہیں ہے۔

پہلی وجہ: اگر دوسرے پیغمبر کی شریعت پر عمل کرتے تو اس کی رعایا میں سے ہوتے۔ پھر اس پیغمبر کو آپ سے افضل ہونا چاہیئے تھا اور یہ ضروریاتِ دین کے خلاف ہے۔

دوسری وجہ: یہ کہ چاہیئے کہ اُس پیغمبر کی شریعت جانتے ہوں تاکہ اُس کی شرع پر عمل کریں۔ اگر وحی کے ذریعے سے جانا تو پیغمبر ہوئے اور اپنی شریعت پر عمل کیا جو دوسرے پیغمبر کی شریعت کے موافق ہوگی۔ اگر بغیر وحی کے جانا تو چاہیئے کہ اُن کے علما سے اخذ کیا ہو اور آپ کے معجزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ لکھتے پڑھتے نہ تھے اور علمائے کتاب کے ساتھ رہتے نہ تھے اور انبیاء کے حالات جس طرح ان کی کتابوں میں تھے بیان کیا تو کس طرح اُن سے حاصل کیا۔ ایضاً۔ اُس زمانہ میں اکثر علمائے اہلِ کتاب فاسق و فاجر تھے تو کس طرح اُن کے کہنے پر اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

تیسری وجہ: یہ کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ دُنیا میں کوئی زمانہ حجتِ خدا سے خالی نہیں ہوتا اگر جنابِ رسولِ خدا تکلیف کی ابتداء میں پیغمبر نہ تھے تو چاہیئے کہ وصیِ عیسیٰؑ یا

وصیؑ ابراہیمؑ کی پیروی کریں اور اُن پر ایمان لائیں اور اُن کے تابع ہوں لہٰذا چاہیئے کہ اس بات کو اکثر اہلِ تکہ جانتے ہوں اور بیان کیا ہو قطع نظر اس کے لازم آتا ہے کہ آنحضرتؐ کا مرتبہ اس وصی سے پست ہو۔ حالانکہ تمام خلق پر آنحضرتؐ کی افضلیت دین اسلام کی ضروریات سے ہے۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی پیغمبری ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ حضرت وحی و الہام الٰہی کے ذریعہ سے اپنی شریعت پر عمل فرماتے تھے۔ اور چالیس سال کے بعد رسول ہوئے اور مامور ہوئے کہ لوگوں کو خدا کی جانب دعوت دیں۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔ (پہلی وجہ) یہ کہ خاصہ و عامہ نے خود آنحضرتؐ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس وقت پیغمبر تھا۔ جبکہ آدمؑ آب و گل کے درمیان تھے۔ بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رُوحِ آنحضرتؐ کو عالمِ ارواح میں انبیاء کی رُوحوں پر مبعوث کیا اور سب آپؐ پر ایمان لائے اور فرشتوں نے خدا کی تسبیح و تقدیس حضرت اور آپ کے اہلبیتؑ سے سیکھی۔ (دوسری وجہ) یہ کہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے خطبۂ قاصعیہ میں فرمایا کہ خداوندِ عالم نے اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ ایک سب سے بڑے فرشتے کو کیا تھا جب کہ آنحضرتؐ کا دُودھ چھوڑایا گیا تھا۔ وہ فرشتہ آپ کو مکارم افعال اور محاسن اخلاق کے راستہ کی شب و روز رہنمائی کرتا تھا۔ یہی پیغمبری کے معنی ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت اپنے دین کے طریقے فرشتے سے حاصل کرتے تھے۔ (تیسری وجہ) یہ کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جناب ابراہیمؑ کو اپنا بندۂ خاص قرار دیا، قبل اس کے کہ ان کو پیغمبر قرار دے۔ اور پیغمبر بنایا، قبل اس کے کہ اُن کو رسول بنائے۔ اور رسول قرار دیا، قبل اس کے کہ اُن کو خلیل قرار دے اور خلیل قرار دیا، قبل اس کے کہ اُن کو امام بنائے۔ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی وہ ہے جو خواب میں دیکھتا ہے، جیسے خواب ابراہیمؑ اور جیسے کہ آنحضرتؐ اسباب پیغمبری دیکھتے تھے، قبل اس کے کہ جبرئیلؑ رسالت کی وحی اُن کے لیے لائیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ پیغمبری رسالت سے ہوئی۔ (چوتھی وجہ) بہت سی صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ رسُولِ خدا اور ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم ابتدائے عمر سے آخر عمر تک روح القدس سے تائید یافتہ تھے۔ جو ان کو تعلیم دیتی اور صحیح راستہ پر قائم رکھتی اور سہو و نسیان و خطا سے محفوظ رکھتی تھی۔ (پانچویں وجہ) قرآن اور احادیث معتبرہ کی نص سے ثابت ہے کہ حضرت رسُولِ خدا افضل انبیاء ہیں اور ہر فضیلت و کرامت جو دوسرے پیغمبروں کو دی گئی ہیں آنحضرتؐ کو اُن سب سے زیادہ کرامات ہوئی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام گہوارہ میں پیغمبر ہوں اور حضرت یحییٰؑ بچپن میں شرفِ نبوت سے فائز ہوں اور جنابِ رسُولِ خدا باوجود اس قدر بلندیٔ مرتبت کے چالیس سال تک خلعت نبوت سے محروم رہیں۔ ایضاً بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم وقتِ طفولیت میں بلکہ ولادت کے

وقت اُن سے آثارِ علم و کمال ظاہر ہوتا تھا اور حضرت قائم علیہ السّلام نے بچپن میں اپنے پدر بزرگوار کی گود میں مشکل اور مبہم مسائل کا جواب دیا اور حضرت جواد علیہ السّلام نے نو سال کی عمر میں تین روز میں تیس ہزار مشکل مسائل کو حل کیا اور نہایت واضح طور پر بیان فرمایا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ جناب رسالتمآب اُن سے کمتر ہوں۔ (چھٹی وجہ) اس میں اختلاف ہے کہ حضرت اقدس الٰہی نے آنحضرتؐ کا نام اُمّی کیوں رکھا ہے۔ اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اس سبب سے تھا کہ آنحضرتؐ پڑھتے لکھتے نہ تھے اور حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت کا اُمّی نام ام القریٰ کی نسبت سے وارد ہوا ہے جو مکّہ مشرفہ میں ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے کسی سے لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہیں حاصل کی تھی۔ چنانچہ قرآنی نص اس پر دلالت کرتی ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ بعثت کے بعد حضرت لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں حق یہ ہے کہ آپ اس پر قادر تھے چنانچہ وحی الٰہی کے ذریعے ہر چیز کو جانتے تھے اور بقدرت خدا جن کاموں سے دوسرے عاجز تھے حضرت کر سکتے تھے لیکن مصلحتاً خود نہیں لکھتے تھے اور خدا کی وحی کو دوسروں سے لکھواتے تھے اور زیادہ تر دوسروں کو خطوط پڑھنے کے لیے فرماتے تھے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خط پڑھتے تھے اور لکھتے نہ تھے اور بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد تقیؑ سے پوچھا کہ کیوں جناب رسولِ خدا کو اُمّی کہا گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ غیر کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہتے ہیں کہ کچھ لکھ نہ سکتے تھے۔ فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں اُن پر خدا کی لعنت ہو خدا کی قسم آنحضرت بہتّر زبانوں میں پڑھتے اور لکھتے تھے۔ بلکہ خدا نے ان کو اُمّی اس لیے کہا کہ حضرت اہلِ مکّہ سے تھے اور مکّہ کا ایک نام امّ القریٰ ہے۔

دوم ۔ آنحضرتؐ کے بہت سے خصوصیات تھے جن میں دوسرے شریک نہ تھے۔ پہلی خصوصیّت یہ کہ نمازِ شب و نمازِ وتر آنحضرتؐ پر واجب تھی۔ (دوسری خصوصیّت) آنحضرتؐ پر قربانی واجب تھی۔ (تیسری خصوصیّت) بعضوں نے کہا کہ مسواک کرنا حضرت پر واجب تھا۔ (چوتھی خصوصیّت) اصحاب سے مشورہ کرنا بعضوں نے کہا ہے کہ واجب تھا۔ (پانچویں خصوصیّت) ہر برائی جو ملاحظہ فرماتے ضرور اُس سے انکار کرتے۔ (چھٹی خصوصیّت) عورتوں کو اختیار دینا جو کتاب طلاق میں مذکور ہے۔ (ساتویں خصوصیّت) زکوٰۃ واجب کا آنحضرتؐ اور آپ کی ذرّیت پر حرام ہونا اور زکوٰۃ سنّت و صدقات کی حرمت میں اختلاف ہے۔ (آٹھویں خصوصیّت) اُس شخص کے قرض کا ادا کرنا واجب تھا جو مر جائے اور فقیر ہو۔ (نویں خصوصیّت) کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو لہسن و پیاز سے رغبت نہ تھی بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت پر وہ چیزیں حرام تھیں۔ (دسویں خصوصیّت) یہ کہ پہلو پر تکیہ کر کے کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس طرح کھانا حضرت پر حرام تھا۔ (گیارھویں خصوصیّت)

بعضوں نے کہا کہ خط لکھنا اور شعر کہنا حضرتؐ پر حرام تھا۔ (اور یہ) ثابت نہیں ہے۔ (بارھویں خصوصیت) روزہ میں وصال آنحضرتؐ کے لیے جائز تھا۔ اور دوسروں پر حرام تھا۔ وصال اُس کو کہتے ہیں کہ دو روزوں کے درمیان افطار نہ کرے یا افطار کرنا سحر تک بالقصد ملتوی رکھے۔ (تیرھویں خصوصیت) آنحضرتؐ کے لیے دائمی عقد چار سے زیادہ عورتوں سے جائز تھا اور دوسروں پر حرام (چودھویں خصوصیت) آنحضرتؐ کے لیے وہ عورت بغیر نکاح حلال تھی جو اپنا نفس آپ کو بخش دے (پندرھویں خصوصیت) آنحضرتؐ کی عورتیں دوسروں پر آپ کی حیات و ممات دونوں حالتوں میں حرام تھیں خواہ آپ نے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (سولھویں خصوصیت) حرام تھا کہ آنحضرتؐ کا آپ کا نام لے کر پکاریں کہ یا محمدؐ اور یا احمدؐ کہیں اور خداوندِ عالم نے بھی قرآن مجید میں کسی جگہ آنحضرتؐ کا نام لے کر نہیں پکارا ہے۔ بلکہ یا ایہا النبی اور یا ایہا الرسول اور یا ایہا المزملؐ اور یا ایہا المدثرؐ فرمایا ہے۔ (سترھویں خصوصیت) لوگوں کے لیے حرام تھا کہ بات کرنے میں آنحضرتؐ کی آواز سے اپنی آواز بلند کریں۔ (اٹھارھویں خصوصیت) لوگوں پر حرام تھا کہ آپ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دیں۔ ان کے علاوہ دوسرے خصوصیات بھی ذکر کئے گئے ہیں جو میرے نزدیک ثابت نہیں ہیں۔ اور اس رسالہ میں ذکر کے قابل نہیں ہیں اور نہ مناسب ہے۔ حیات القلوب میں اگر چاہیں ملاحظہ کریں

پانچواں باب

امامت کا بیان

امام سے مراد وُہ شخص ہے جو اُمت کا دین و دُنیا کے تمام اُمور میں مقتدا اور پیشوا ہو جس طرح پیغمبرؐ عمل کرتے تھے پیغمبر کی نیابت و جانشینی کی حیثیت سے نہ کہ استقلال کی صورت سے اور اس میں چند مقصد ہیں۔

پہلا مقصد نصب امام کا واجب ہونا۔ واضح ہو کہ اُمت نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ امام کا اُسی معنی میں جو مذکور ہوا نصب کرنا ضروری اور واجب ہے یا نہیں۔ اور واجب ہونے کی صورت میں خدا پر واجب ہے یا امت پر؟ نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس کے وجوب پر عقل حکم کرتی ہے یا شرع سے معلوم ہوا ہے اُن کے اختلاف کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ جس پر فرقہ ناجیہ نے اتفاق کیا ہے یہ ہے کہ عقلاً و سمعاً امام کا نصب کرنا خدا پر واجب ہے۔